

ہونا چاہئے تو اس کا تقرر کس ذمے سے ہونا چاہیے۔ مضمون زیادہ تر دو سطروں کی تردید کے لیے وقف ہے تعمیری اور مثبت پہلو سے جو نظریہ دیا گیا ہے وہ مجمل اور مبہم ہے اور اس پر کسی نظام حیات کی استواری کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اس کے بل پر تو میں مناظرے لڑے جاسکتے ہیں۔

INTERESTLESS BANKING | تالیف: پروفیسر محمد عزیز ایم اے۔ شائع کردہ: ریحان پبلیکیشنز، کراچی وڈھاکہ۔

”اسلامی نظام“ کا تصور جب سے فروغ پا رہا ہے تمدنی زندگی کے تمام بڑے بڑے مسائل زیر بحث آئے ہیں ایک قابل بحث مسئلہ سود اور نظام بنک کاری کا ہے۔ یہ امر قطعی ہے کہ سود ہمارے ہاں حرام ہے اور مسلم سائنس میں اسے جاری نہیں رہنا چاہیے۔ لیکن ہماری اقتصادی سرگرمیوں کا دار و مدار آج جس نظام بنک کاری پر ہے اس کی بڑھ چکی ہے۔ سود کو حرام کیجیے تو بنک کاری کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور بنک کاری کو جاری رکھیے تو سود کو حلال ٹھہرانا پڑتا ہے۔ مگر دو برائیتوں میں سے ایک کو قبول کرنے کے بجائے تیسرا راستہ بھی نکالا جاسکتا ہے۔ یعنی سرے سے نظام بنک کاری کو بدل دیا جائے اور اسے اسلامی اصول و حدود کا پابند بنا دیا جائے۔ پیش نظر انگریزی پمفلٹ کا موضوع بحث یہی ہے۔ سود کے بجائے اسلام کے اصولی مضامین (حصہ داری نفع و نقصان) کو سامنے رکھ کر فاضل پروفیسر نے بڑی خوبی سے ایک نئے نظام بنک کاری کا تصور دیا ہے۔ مسئلہ بحث میں اس موضوع سے متعلق تین ناگزیر مسائل ایسے گئے ہیں: ایک یہ کہ ”عقود“ (SAVINGS) اور سرمایہ کاری (INVESTMENT) کے درمیان عملاً شرح سود (RATE OF INTEREST) واحد ذریعہ انضباط ہے، اب اگر سود کو اڑا دیا جائے تو اس کی جگہ دوسرا ذریعہ انضباط کیا ہوگا؟ دوسرے یہ کہ بنک اپنے سرمایہ کا دامن حصہ خلیل المیعاد (SHORT TERM) عاریت میں دیتا ہے اور اس صورت میں حصہ داری نفع و نقصان کا اصول تجربہ نہیں ہو سکتا، پھر ایک اسلامی بنک اس دائرے میں کیا تدبیر اختیار کر سکے گا؟ تیسرے یہ کہ غیر مالک سے تجارتی معاملات کس طرح چلیں گے جبکہ ان سب کا نظام بنک کاری و مبادلہ سرمایہ دارانہ اصول ریلو پر چل رہا ہے؛ مگر ایک محدود سے متعلق ایسی پیچیدہ بحثوں کو فیصلہ کن حد تک نہیں پہنچایا جاسکتا، لیکن پھر بھی مؤلف کا اجتہادی طرز فکر قارئین پر سوچنے کی نئی راہیں کھول دیتا ہے۔ ہم مؤلف کے قلم سے اس موضوع پر ایک جامع تحقیقی کتاب کے منتظر رہیں گے۔